© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

خدمتِ خلق کے طریقے بہت ہیں

سید جلال الدین عمری

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو معاشرہ کے کم زوروں، ناداروں اور محتاجوں کے ساتھ زبانی ہمدردی کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ عملاً ہمدردی کرنے والے ذرا مشکل ہی سے ملتے ہیں۔ معاشرہ کے جو افراد معاشی اور اقتصادی مشکلات میں گرفتار ہوں انھیں زبانی ہمدردی سے زیادہ مالی تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ لطف ومحبت کے کلمات اور میٹھی باتوں سے وقتی طور پر انھیں تھوڑی سی قلبی راحت اور سکون چاہے مل جائے لیکن ان کی مشکلات دور نہیں ہوسکتیں۔ وہ اسی مقام پر کھڑے ہوں گے جہاں پہلے تھے۔

انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا ذکر کیا جاتا ہے تو عام حالات میں ذہن اسی مالی تعاون کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اسلام نے مال کے انفاق پر زور دے کر اور اس کے اجر وثواب کا ذکر کرکے اس کی اہمیت کو نمایاں کیا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کے مال میں معاشرہ کے نادار، بے کس اور وسائل سے محروم افراد کا حق ہے۔ اس حق کو ادا کرنے کی وہ ترغیب دیتا ہے اور قانون کے ذریعہ ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کا نظم کرتا ہے۔

یہاں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے اور اسلام اس کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے کہ کسی کی خدمت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کے معنی یہی نہیں ہیں کہ اس کی مالی مدد کی جائے اور اس کی مادی ضرورتیں پوری کردی جائیں، بلکہ اس میں محبت، ہمدردی، دل جوئی اور وہ اعلیٰ اخلاقی رویہ بھی داخل ہے جو ایک شریف انسان دوسرے انسان کے ساتھ اختیار کرتا ہے اور جسے حسنِ خلق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں اسی کا محتاج نہیں ہے کہ پیٹ بھرنے کے لیے اسے دو وقت روٹی، تن ڈھانکنے کے لیے کپڑا اور سر چھپانے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لیے مکان مل جائے۔ اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اسے شفا خانے پہنچا دیا جائے۔ بلکہ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ غریب اور نادار ہے تو اسے حقیر اور ذلیل نہ تصور کیا جائے۔ اس کے ساتھ مساوات اور برابری کا برتاؤ کیا جائے۔ وہ بیمار ہے تو اس کی دوا دارو ہی کا انتظام نہ ہو بلکہ اس کی خدمت اور تیمار داری بھی کی جائے۔ اس میں کوئی خوبی ہے تو اس کا اعتراف کیا جائے، اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو عفو و درگزر سے کام لیا جائے اس کی خوشی اور غم میں شرکت کی جائے اور ٹھوس مادی تعاون کے ساتھ گفتگو، میل جول اور تعلقات میں بھی اعلیٰ اخلاقی رویہ اختیار کیا جائے۔ قرآن مجید اور حدیث کی رو سے اس کے بغیر خدمت اور حسنِ سلوک کا تصور مکمل نہیں ہوتا۔ اس کی ایک اچھی مثال یہ ہے کہ ماں باپ اسی کے محتاج نہیں ہوتے کہ اولاد ان کے کھانے کپڑے کا انتظام کرے۔ بلکہ وہ اولاد سے ایسی محبت اور ہمدردی کے بھی طالب ہوتے ہیں جو ان کے بڑھاپے کی کلفتوں کو دور کر دے۔ ان کو یہ احساس نہ ہونے دے کہ وہ معاشرے میں اکیلے، تنہا اور بے مصرف ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کی ضعیفی اور پیرانہ سالی کی رعایت کرے۔ ان کو اپنا بڑا مانے اور ان کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آئے۔ قرآن مجید نے اولاد کو ان کی معاشی کفالت کا حکم نہیں دیا بلکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی جس میں معاشی کفالت بدرجۂ اولیٰ اور سب سے پہلے شامل ہو جاتی ہے[1]۔ اب دیکھئے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا قرآن کے نزدیک تصور کیا ہے۔

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ	والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے
أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا	پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اف
تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا	تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان کے
وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا	ساتھ ادب اور تہذیب سے بات کرو اور
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ	ان کے لیے دعا کرو کہ اے اللہ تو ان کے

[1] فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے کہ آدمی کے والدین چاہے مسلمان ہوں یا کافر، ان کا نان ونفقہ اس پر واجب ہے۔ اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر والدین کے ساتھ بھی برتاؤ میں 'معروف' کی پابندی کا حکم دیا ہے (لقمٰن: ١٥) اس کا تقاضا ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ "لیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعالیٰ ویترکھما جوعا"، یعنی یہ کوئی نیکی اور معروف نہیں ہے کہ آدمی خود تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا رہے اور والدین کو بھوکا مرنے چھوڑ دے۔ ہدایہ: ج ۲ ص ۴۲۵ — ۴۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۲۳-۲۴)

ساتھ اسی طرح رحم فرما جس طرح انھوں نے محبت اور ہمدردی سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

بعض اوقات ہمدردی کا ایک لفظ، محبت بھری ایک بات اور ایک کلمۂ خیر کسی مادی تعاون سے زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے شیریں کلامی اور حسنِ تخاطب کو اتنی اہمیت دی ہے کہ ایک جگہ نماز اور زکوٰۃ سے پہلے اس کا ذکر ہے۔

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (بقرہ: ۸۳)

اور لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

ایک غریب اور نادار شخص کی خدمت تو روپیہ پیسہ کے ذریعہ کی جا سکتی ہے لیکن جس کے پاس خود دولت ہو اسے ہمارے پیسے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ البتہ ہمدردی اور محبت اور اخلاقی رویہ کا محتاج ہر شخص ہے۔ اس سے نہ کوئی امیر بے نیاز ہو سکتا ہے نہ کوئی فقیر۔

خدمت کے مختلف طریقے

احادیث میں اس پہلو کو بہت نمایاں کیا گیا ہے کہ انسانوں کی خدمت روپیہ پیسہ ہی کے ذریعہ نہیں ہوتی بلکہ کسی معذور کی مدد کرنا، کسی اندھے کو راستہ دکھانا، راستہ سے کوئی تکلیف دور کرنا، کسی کو پانی بھر کے دے دینا حتیٰ کہ کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا اور حسن سلوک کرنا یہ بھی ان کی خدمت ہے اور روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی طرح یہ بھی صدقہ ہے۔ یہاں اس سلسلہ کی بعض حدیثیں پیش کی جا رہی ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علی کل مسلم صدقة قالوا فان لم یجد قال فیعمل بیدیه فینفع نفسه ویتصدق قالوا فان لم یستطع اولم یفعل قال فیعین ذا الحاجة الملهوف قالوا فان لم یفعل قال فلیأمر بالخیر او قال

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا واجب ہے اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس صدقہ کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرے، جو ملے اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں پر بھی خرچ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالمعروف قال فان لم یفعل قال فلیمسک عن الشر فانہ لہ صدقۃ [1]

کیا کیا جائے ؟ آپؐ نے فرمایا کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ کی (مال کے علاوہ کسی اور طریقے سے) مدد کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کیا کیا جائے ؟ ارشاد فرمایا کہ بھلائی کا حکم دے یا یہ فرمایا کہ معروف کا حکم دے۔ عرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص یہ بھی نہ کرسکے تو اس کے لیے کیا ہدایت ہے ؟ فرمایا وہ برائی سے رک جائے۔ یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

اس حدیث کے ذیل میں محدثین نے بعض باتوں کی وضاحت کی ہے۔

مالی صدقات اہلِ ثروت کرسکتے ہیں۔ لیکن صدقہ وخیرات مال کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اس کی اور صورتیں بھی ہیں۔ ان صورتوں پر عام حالات میں بغیر زحمت کے ہر شخص عمل کرسکتا ہے۔ حدیث میں اعمالِ خیر کی ترتیب نہیں بیان ہوئی ہے بلکہ مثالوں سے مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ آدمی اعمالِ خیر میں سے ایک پر عمل نہ کرسکے تو دوسرے پر عمل کرسکتا ہے۔ جو شخص ان سب پر عمل کرسکے اسے ضرور ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مال خرچ کرنے کی جہاں ضرورت ہو وہاں مال خرچ کرنا ہی افضل ہے۔ اس کی جگہ جن اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان کا درجہ اس کے بعد ہے۔ حدیث میں شر سے بچنے کو بھی صدقہ کہا گیا ہے۔ اگر آدمی دوسرے کے ساتھ برائی کرنے سے باز رہے تو یہ اس پر صدقہ ہے، اگر اس شر کا تعلق خود اس کی اپنی ذات سے ہو تو یہ اس پر صدقہ ہے۔ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کا رویہ ہونا چاہیے۔ یہ مال اور غیر مال دونوں ذریعہ سے ممکن ہے۔ مال کے ذریعہ مدد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی اپنے پاس موجود مال خرچ کرے دوسرے یہ کہ محنت سے حاصل کرکے خرچ کرے۔ مال کے علاوہ جو مدد ہوگی۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ آدمی کسی کی تکلیف دور کرے گا یا اسے تکلیف پہونچانے سے باز رہے گا۔ حدیث کے الفاظ میں یہ سب

---

[1] بخاری، کتاب الادب، باب کل معروف صدقۃ۔ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع کل نوع من المعروف۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ صدقات ہیں جو ایک انسان دوسرے پر کرتا ہے[1]

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس۔

جب ہر روز سورج طلوع ہوتا ہے تو آدمی کے جوڑ جوڑ پر صدقہ واجب ہو جاتا ہے۔

لیکن صدقہ مال ہی کا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اور صورتیں بھی ہیں۔ اس کی وضاحت آپ نے اس طرح فرمائی۔

يعدل بين الاثنين صدقة ويعين الرجل على دابته فيحمل عليها او يرفع عليها متاعه صدقة والكلمة الطيبة صدقة وكل خطوة يخطوها الى الصلوة صدقة ويميط الاذى عن الطريق صدقة[2]

کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دے یہ بھی صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دے یہ بھی صدقہ ہے سواری پر کسی کا سامان رکھ دے یہ بھی صدقہ ہے۔ زبان سے اچھی بات کرے یہ بھی صدقہ ہے۔ اسی طرح نماز کے لیے جو قدم اٹھائے وہ بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو دور کر دے یہ بھی صدقہ ہے۔

حضرت ابوذرؓ کی ایک روایت سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تبسمك فى وجه اخيك لك صدقة وامرك بالمعروف ونهيك عن المنكر لك صدقة وارشادك الرجل فى الارض الضلال لك صدقة واماطتك الاذى والشوك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے، تمہارا معروف کا حکم دینا اور منکر سے منع کرنا صدقہ ہے، تمہارا جنگل و بیابان میں جہاں راستہ کا پتہ نہ چلے، کسی کو راستہ دکھانا صدقہ ہے، تمہارا راستہ سے گندگی، کانٹا اور ہڈی جیسی چیز ہٹا دینا

---

[1] فتح الباری : ١٩٨/٣

[2] بخاری، کتاب الجهاد، باب اخذ الرکاب ونحوه۔ مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب ان اسم الصدقة يقع الخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والعظم عن الطریق لك صدقة وافراغك من دلوك فی دلو اخیك لك صدقة[1]

صدقہ ہے، تمہارا اپنے ڈول سے پانی بھر کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا صدقہ ہے۔ یہ سب صدقات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا تمہیں ثواب ملے گا۔

ان حدیثوں میں انسانوں کی خدمت اور ان کی بھلائی کی بہت سی صورتیں بیان ہوئی ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں کہ خدمت کا جذبہ ہو تو بڑی آسانی سے ان پر عمل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ کی ایک روایت حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کل معروف صدقة[2] — بھلائی کا ہر کام صدقہ ہے۔

یہ ایک جامع حدیث ہے جو خدمت خلق کی سب ہی شکلوں پر حاوی ہے۔ بنی نوع انسان کی جس شکل میں بھی خدمت کی جائے وہ اس پر صدقہ و احسان ہے اور خدمت کرنے والا اس کے اجر و ثواب کا مستحق ہے۔

صدقہ و خیرات کا کار خیر ہونا ہر شخص پر واضح ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انسانوں کی خدمت اور ان کی بھلائی کے ہر کام کو صدقہ قرار دے کر اس کی عظمت دلوں میں بٹھا دی گئی ہے۔ مزید ہدایت یہ کی گئی ہے کہ بھلائی کے کسی چھوٹے سے عمل کو بھی حقیر سمجھ کر نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ خلق خدا کو جو فائدہ بھی پہونچایا جا سکتا ہے اس سے ہاتھ روک لینا صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا تحقرن من المعروف شیئا و لو ان تلق اخاك بوجه طلیق[3]

بھلائی کے کسی کام کو حقیر ہرگز نہ سمجھو۔ اگرچہ وہ اپنے بھائی سے مسکرا کر تمہارا ملنا ہی کیوں نہ ہو۔

---

[1] ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف۔ [2] بخاری، کتاب الادب، باب کل معروف صدقۃ و رواہ مسلم عن حذیفہؓ، کتاب الزکوٰۃ، باب ان اسم الصدقۃ یقع الخ
[3] مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء

© rasailojaraid.com